چتر سنگھ

بنام

ریاست ایم۔پی

24نومبر 2006،

(ایس۔بی۔سنہا اور مارکنڈی کاٹجو، جسٹس صاحبان)

جملے/سزا:

یکے بعد دیگر-زیادہ سے زیادہ قید-ملزم کو مجرم قرار دیا گیا، دفعہ 364 آئی پی سی-ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ قید بامشعقت کی کل مدت 20 سال ہوگی-پیشگی۔غیر صحیح قرار دیا گیا۔دفعہ 31 سی آر پی سی، ملزم کو 14 سال سے زیادہ کی مدت کے لیے سزا نہیں دی جا سکتی-تعزیرات ہند، 1860 دفعہ 364-ضابطہ فوجداری، 1973-اور شرطیہ دفعہ، دفعہ 31

استغاثہ کا مقدمہ یہ تھا کہ ملزم نے دو لڑکوں کو اغوا کیا اور جب اس کا تاوان کا مطالبہ پورا نہیں ہوا تو اس نے انہیں قتل کر دیا۔اس پر دفعات 365، 364، 201، 302اور 120-بی، تعزیراتِ ہند کے تحت مقدمہ چلایا گیا۔ٹرائل کورٹ نے فیصلہ دیا کہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کوئی مواد موجود نہیں ہے کہ اپیل کنندہ نے متاثرین کو قتل کیا تھا اور اس لیے اپیل کنندہ کو قابل سزا جرائم کے لیے سزا سنائی گئی، 364 اور 365 کے تحت۔دفعات۔120-بی اور 201 اور مختلف جملے منظور کیے۔اپیل پر، عدالت عالیہ نے قبول کیا کہ استغاثہ یہ ثابت نہیں کر سکا کہ لڑکوں کو اپیل کنندہ نے قتل کیا تھا، لیکن اپیل کنندہ کے مبینہ جرم میں ملوث ہونے کے حوالے سے سیشن جج کے فیصلے کو برقرار رکھا۔364 کے تحت عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ قید بامشعقت کی کل مدت 20 سال ہوگی۔

اس عدالت میں اپیل میں، اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ ٹرائل جج کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ نے بھی دفعہ

31 ضابطہ فوجداری کے پیش نظر اپیل کنندہ کو 20 سال قید بامشقت کی سزا سنانے میں غلطی کی ہے۔

جزوی طور پر اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد: دفعہ 31 ضابطہ فوجداری میں واضح طور پر یہ حکم دیتا ہے کہ ملزم کو چودہ سال سے زیادہ کی مدت کے لیے قید کی سزا نہیں دی جا سکتی۔ اس کے پیش نظر، عدالت عالیہ نے اپیل کنندہ کو 20 سال قید بامشقت کی سزا سناتے ہوئے ایک واضح غلطی کی۔ زائد سے زائد قابل اطلاق سزا 14 سال ہے اور اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اپیل کنندہ 12 سال سے زائد عرصے سے حراست میں ہے، اگر اپیل کنندہ کو پہلے سے گزری ہوئی مدت تک سزا سنانے کی ہدایت کی جاتی ہے تو انصاف کم ہوگا۔ (374-ب)

کملا نتھا اور دیگران بنام ریاست ٹی این، (2005) 5 ایس سی سی 194؛ کے پربھا کرن بنام پی جے راجن، (2005) 1 ایس سی سی 754 اور زلفیور علی اور دیگر بنام ریاست یو۔ پی۔، (1986) اے ایل ایل۔ ایل جے 1177، حوالہ دیا گیا۔

مجرمانہ اپیل کا عدالتی فیصلہ: 2005 کی فوجداری اپیل نمبر 623

مجرمانہ اپیل نمبر 2665 / 1998 میں جبل پور میں مدھیہ پردیش کی عدالت عالیہ کے مورخہ 3-2-2004 کے حتمی فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے ٹی این سنگھ۔

جواب دہندہ کے لیے این ایم گھٹاٹے، سی ڈی سنگھ، میر وساگر سمنتھارے اور کاماکشی ایس مہلوال۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا۔

ایس۔ بی۔ سنہا، جسٹس۔ مجرمانہ ضابطہ اخلاق، 1973 کی دفعہ 31 کی تشریح اور اطلاق اس اپیل میں شامل ہے، جو 1998 کی فوجداری اپیل میں جبل پور میں مدھیہ پردیش عدالت عالیہ کے ایک فاضل واحد جج کے ذریعے 3 فروری 2004 کو منظور کیے گئے فیصلے اور حکم سے پیدا ہوتی ہے۔

یہاں شامل سوال کے پیش نظر، ہمیں معاملے کے واقعاتی پسِ منظر کو بڑی تفصیلات میں پھیلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کہنا کافی ہے کہ یہاں اپیل کنندہ کے خلاف تقریباً 10 سے 12 سال کی عمر کے دو لڑکوں سدھیر کمار اور سشیل کمار کے اغوا کے معاملے میں کارروائی کی گئی تھی۔ وہ رما کانت کٹیار (پی۔ ڈبلیو۔ 6) کے بیٹے تھے۔ وہ 29 دسمبر 1994 کی صبح تقریباً 7:30 بجے اسکول جانے گئے تھے۔ انہیں دوپہر تقریباً 1 بج کر 30 منٹ پر واپس آنا تھا، لیکن جب وہ شام 5 بج کر 30 منٹ تک واپس نہیں آئے تو ان کی تلاش کی گئی۔ جب مخبر گھر واپس آیا تو اسے اس کی بیوی نے بتایا کہ لڑکوں کے ہم جماعت میں سے ایک گلاب چندر گور (پی ڈبلیو 7) نے اپنا اسکول بیگ پہنچایا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ستیندر (P.W.10) نے اسے بھی ایسا کرنے کو کہا ہے۔ پی۔ ڈبلیو۔ 6 ستیندر کے گھر اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے گیا اور اسے معلوم ہوا کہ متاثرہ سدھیر کمار اس کے گھر آیا ہے اور اس نے بیگ یہ کہتے ہوئے حوالے کیا کہ وہ کھیت کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ابتدائی اطلاعی رپورٹ درج کی گئی۔ مبینہ طور پر، اسکول کے چوکیدار، یعنی رمیش کمار (پی ڈبلیو 8) نے کچھ ملبوسات پہنے ہوئے پائے اور ایک خط بھی جس میں 2,000 روپے تاوان کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اس نے پتلون اور خط پولیس کے حوالے کر دیا۔ اگلے دن پرکاش چندر شرما نامی شخص رما کانت کے گھر آیا اور کہا کہ اسے ایک خط ملا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پی ڈبلیو 6 نے پولیس کو مطلع کرنے میں سنگین غلطی کی ہے۔ اس میں مبینہ طور پر یہ ذکر کیا گیا تھا کہ سنیل کمار کی لاش کو 'درگھا' کے پیچھے 'نالے' میں پھینک دیا گیا تھا۔ تلاشی لی گئی لیکن لاش نہیں ملی۔ مبینہ طور پر، 10,000 روپے تاوان کا مطالبہ ایک خط کے ذریعے کیا گیا تھا، جس پر نمائش P / 10 کے طور پر نشان لگایا گیا تھا۔ 6.1.1995 پر، ایک لاش برآمد ہوئی، جو بالآخر سشیل کمار کی پائی گئی۔ پی ڈبلیو 6 کو 17.1.1995 پر ایک اور خط موصول ہوا، جس میں اسے 20,000 روپے کی رقم ادا کرنے کو کہا گیا۔ اس خط میں کہا گیا تھا کہ اگر مذکورہ رقم ادا نہیں کی گئی تو سدھیر کمار سے بھی اسی طرح نمٹا جائے گا۔ اس کے بعد سدھیر کمار کی لاش ملی۔ تفتیش کے دوران، اپیل کنندہ کو گرفتار کر لیا گیا اور بالآخر، اس پر مجموعہِ تعزیراتِ ہند 1860 (مختصر طور پر 'آئی پی سی') کی دفعہ 302، 201، 364، 365 اور 120-بی کے تحت جرائم کے مبینہ ارتکاب کے لیے مقدمہ چلایا گیا۔ فاضل ٹرائل جج نے رائے دی کہ ریکارڈ پر ایسا کوئی مواد موجود نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ متاثرین کو اپیل کنندہ نے قتل کیا تھا۔ مزید یہ نہیں پایا گیا کہ انہیں تاوان لینے یا قتل کرنے کے لیے اغوا

کیا گیا تھا۔ تاہم، دو خطوط اپیل کنندہ کی طرف سے لکھے گئے پائے گئے۔ لہذا، اس نے اپیل کنندہ کو مجموعہِ تعزیراتِ ہند کی دفعات 120-بی اور 201 کے ساتھ پڑھنے والی دفعات 364 اور 365 کے تحت قابل سزا جرائم کے ارتکاب کے لیے مجرم قرار دیا اور درج ذیل سزائیں منظور کیں:

"دفعہ 364 تعزیرات ہند	10 سال قید با مشعقت،
دفعہ 364 تعزیرات ہند	10 سال قید با مشعقت،
دفعہ 365 تعزیرات ہند	4 سال قید با مشعقت،
دفعہ 365 تعزیرات ہند	4 سال قید با مشعقت،
دفعہ 120-بی تعزیراتِ ہند	5 سال قید با مشعقت،
دفعہ 120-بی تعزیراتِ ہند	5 سال قید با مشعقت،
دفعہ 201 تعزیراتِ ہند	5 سال قید با مشعقت۔

اپیل پر، عدالت عالیہ نے قبول کیا کہ استغاثہ یہ ثابت نہیں کر سکا کہ لڑکوں کو اپیل کنندہ نے قتل کیا تھا، لیکن دفعہ 364 کے تحت مبینہ طور پر جرم کرنے کے لیے اپیل کنندہ کے ملوث ہونے کے حوالے سے فاضل سیشن جج کے فیصلے کو برقرار رکھتے ہوئے کہا گیا:

"...... موجودہ معاملے میں ملزم چھوٹے بچوں کو اغوا کرنے کا ذمہ دار تھا۔ ہوسکتا ہے کہ ٹرائل جج نے اسے تعزیراتِ ہند کی دفعہ 302 کے تحت قابل سزا جرم سے بری کر دیا ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کے اغوا کی وجہ سے نوجوان لڑکوں نے اپنی جانیں گنوا دیں۔ اگر ان کا اغوا نہ ہوتا (ایس آئی سی) تو ان کی زندگی کے آثار ختم نہ ہوتے اور وہ عام طور پر نوجوان مردوں میں کھل جاتے اور ان کے والدین کو اپنی جانوں کے ضیاع پر تکلیف اور غم کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ جب ملزم کی طرف سے ایسا عمل ہوتا ہے، تو یہ نہ صرف بے رحمی اور مکمل طور پر غیر حساس رجحان کو پیش کرتا ہے بلکہ معاشرے کے ذہن میں خوف بھی پیدا کرتا ہے۔ ایک شخص، جو اجتماعی ذہن میں فوبیا پیدا کرتا ہے، اس سے نرمی سے نمٹا نہیں جا سکتا۔ حالات کی مجموعی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور شکاریات کے بنیادی تصور کو مدنظر رکھتے ہوئے، میں یہ مؤقف اختیار کرنے کی طرف مائل ہوں کہ جن سزاؤں کو تعزیراتِ ہند کی دفعہ 364 کے تحت جرم کے سلسلے میں لگاتار چلانے کی ہدایت کی گئی ہے، انہیں برقرار رکھا جانا چاہیے اور اسی کے مطابق اس کی ہدایت کی جاتی

ہے۔ جہاں
تک دوسرے جرائم کے سلسلے میں سزا کا تعلق ہے، وہی بیک وقت ہوگی۔ اس طرح قید بامشقت کل مدت 20 سال ہوگی۔

اپیل کنندہ کی جانب سے پیش ہونے والے فاضل وکیل مسٹر ٹی این سنگھ پیش کریں گے کہ فاضل ٹرائل جج کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ نے بھی فوجداری ضابطہ اخلاق کی دفعہ 31 کے پیش نظر اپیل کنندہ کو 20 سال قید بامشقت کی سزا سنانے میں غلطی کی ہے۔ اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ اپیل کنندہ پہلے ہی 12 سال سے زائد عرصے سے جیل میں تھا۔ اپیل کنندہ، جیسا کہ یہاں پہلے دیکھا گیا ہے، پر تعزیراتِ ہند کی دفعہ 364 اے اور تعزیراتِ ہند کی دفعہ 102 بی دونوں کے تحت الزام عائد کیا گیا تھا۔ اسے مذکورہ الزامات میں سے کسی میں بھی مجرم نہیں پایا گیا۔ اس پر صرف مجموعہِ تعزیراتِ ہند کی دفعات 364 اور 365 کے تحت الزام عائد کیا گیا تھا۔ دفعہ 364 کے تحت عائد کی جانے والی زیادہ سے زیادہ سزا 10 سال اور دفعہ 365 کے تحت 7 سال تھی۔ جرمانہ بھی لگایا جا سکتا ہے، لیکن ایسا نہیں کیا گیا ہے۔

ہم، اگرچہ، اس طرح کے معاملے کو نرمی سے نہ سنبھالنے کے لیے فاضل سیشن جج اور عدالت عالیہ کے فاضل جج کی طرف سے تشویش کی تعریف کرتے ہیں، لیکن بدقسمتی سے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فاضل ججوں کی توجہ فوجداری توضیع اخلاق کی دفعہ 31 میں موجود شق کی طرف نہیں مبذول کرائی گئی۔ تو

"31۔ ایک مقدمے میں کئی جرائم کی اثباتِ جُرم کے معاملات میں اثباتِ جُرم۔ (1) جب کسی شخص کو دو یا زائد جرائم کے ایک مقدمے میں سزا سنائی جاتی ہے، تو عدالت، مجموعہِ تعزیراتِ ہند (1860 کا 45) کی دفعہ 71 کی دفعات کے تابع، اسے اس طرح کے جرائم کے لیے سزا دے سکتی ہے، اس لیے مقرر کردہ متعدد سزاؤں کے لیے جو ایسی عدالت دینے کی مجاز ہے۔ ایسی سزائیں، جب قید پر مشتمل ہو تو دوسرے کی میعاد ختم ہونے کے بعد اس حکم میں شروع کرنے کے لیے جو عدالت ہدایت کرے، جب تک کہ عدالت یہ ہدایت نہ کرے کہ ایسی سزائیں بیک وقت چلیں گی۔

(2) لگاتار اثباتِ جُرمؤں کی صورت میں، عدالت کے لیے یہ ضروری نہیں ہوگا کہ وہ مجرم کو مقدمے کی

سماعت کے لیے اعلیٰ عدالت کے سامنے بھیجے، صرف اس وجہ سے کہ کئی جرائم اس اثباتِ جُرم سے زیادہ ہیں جو وہ ایک ہی جرم کی اثباتِ جُرم پر دینے کے قابل ہے۔"

مذکورہ دفعہ کو واضح طور پر ہدایت کیا کہ ملزم کو چودہ سال سے زیادہ کی مدت کے لیے قید کی سزا نہیں دی جا سکتی تھی۔

فاضل سیشن جج کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ نے بھی، ہماری رائے میں، اس طرح، متنازعہ فیصلہ منظور کرنے میں سنگین غیر قانونی کام کیا۔

کملا نتھا اور دیگران بنام ریاست ٹی این، (2005)5 ایس سی سی 194، اس عدالت نے، حالانکہ، فیصلہ دیا کہ عمر قید بھی لگا تار سزا کے تابع ہو سکتی ہے، لیکن یہ مشاہدہ کیا گیا:

"سزا کے حوالے سے، ٹرائل کورٹ نے دفعہ 31 سی آر پی سی کا سہارا لیا اور مذکورہ شرطیہ دفعہ (اے) کے تابع سزا کو لگا تار چلانے کا حکم دیا۔

اگرچہ، فوجداری ضابطہ اخلاق کی شرطیہ دفعہ 31 کے تحت لگا تار سزا دینے کے عدالت کے اختیار کو اس عدالت کے آئینی بنچ نے کے پربھاکرن بنام پی جے راجن، (2005)1 ایس سی سی 754 میں بھی دیکھا تھا، لیکن، اس میں اس کے ساتھ منسلک شرطیہ دفعہ کی تشریح کا سوال غور کے لیے نہیں آیا اور نہ ہی کر سکتا تھا۔

تاہم یہ سوال ظفر علی اور دیگر بنام میں زیر غور آیا۔ ریاست یو پی، (1986) اے ایل ایل۔ ایل۔ جے 1177، جس میں یہ منعقد ہوا:

''ابتدائی الفاظ "مسلسل جملوں کی صورت میں" ذیلی دفعہ 31(2) واضح کرتا ہے کہ یہ ذیلی دفعہ ایک ایسے معاملے کی طرف اشارہ کرتی ہے جس میں "مسلسل جملوں" کا حکم دیا جاتا ہے۔ یہ فراہم کرنے کے بعد کہ ایسے معاملے میں اگر متعدد جرائم کی مجموعی اثباتِ جُرم اس اثباتِ جُرم سے زیادہ پائی جاتی ہے جو عدالت ایک ہی جرم کی

اثباتِ جُرم پر دینے کی مجاز ہے، تو عدالت کے لیے مجرم کو اعلی عدالت کے سامنے مقدمے کی سماعت کے لیے بھیجنا ضروری نہیں ہوگا۔ اس طرح ذیلی توضیع میں شق (الف) کو شامل کیا جاتا ہے تا کہ سزاؤں کے مجموعے کو محدود کیا جا سکے جو ایسی عدالت سزاؤں کو لگا تار دیتے ہوئے منظور کرتی ہے۔ یعنی اس شرطیہ دفعہ میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ کسی بھی صورت میں کسی ملزم کے خلاف منظور کی جانے والی لگا تار سزاؤں کا مجموعہ 14 سال سے زیادہ نہیں ہوگا۔ زیر نظر مقدمہ میں، اپیل کنندہ کے خلاف دی گئی دونوں سزاؤں کا مجموعی عرصہ 28 سال بنتا ہے، جو کہ بلاشبہ اوپر بیان کردہ شرطیہ دفعہ کی خلاف ورزی ہے۔"

فوجداری ضابطہ اخلاق کی دفعہ 31 میں منسلک شق کے پیش نظر، ہماری رائے ہے کہ عدالت عالیہ نے اپیل کنندہ کو 20 سال قید بامشقت کی سزا سنانے میں ایک واضح غلطی کی ہے۔ زائد سے زائد قابل اطلاق سزا 14 سال ہے اور اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اپیل کنندہ 12 سال سے زائد عرصے سے حراست میں ہے۔ اب، ہماری رائے ہے کہ اگر اپیل کنندہ کو پہلے سے گزر چکی مدت تک سزا سنانے کی ہدایت کی جاتی ہے تو انصاف کا مفاد کم ہوگا۔

اپیل کی اجازت مذکورہ بالا حد تک دی جاتی ہے۔ اگر اپیل کنندہ کسی دوسرے معاملے کے سلسلے میں مطلوب نہیں ہے تو اسے فوری طور پر رہا کر دیا جائے گا۔

ڈی جی اپیل کی جزوی طور پر اجازت ہے۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:23
I am the author of this
document